رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM.

ان تنصر اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم

الحکم

چھپا دست ہمت زور قضا ہے
شل ہو کہ ہمت کا حامی خدا ہے

شرح قیمت

ایڈیٹر و مالک شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

نمبر ۱۶-۱۷ | قادیان مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۱ء جنوری ۱۹۲۲ء | جلد (۱)

جلوۂ طور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی نظم

سالانہ جلسہ ۱۹۲۱ء کے موقع پر پڑھی گئی۔

۲۷ دسمبر ۱۹۲۱ء کے دوسرے اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے قبل حضور کی ایک نظم پڑھی گئی جس کے متعلق حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

"ڈاکٹر احمد حسین صاحب اس وقت میری نظم پڑھینگے اس کے متعلق میں ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔ جو اس نظم کا محرک ہوا۔ وہ ایک رویا ہے۔ کشمیر جب میں گیا ہوا تھا تو وہاں میں نے ایک رات دیکھا کہ میں ایک پہاڑی کی طرف جا رہا ہوں۔ اور ایک شعر میری زبان پر جاری ہے۔ وہ شعر تو مجھے یاد نہیں رہا مگر اس کا مطلب یاد ہے۔ جو یہ کہ گویا وہ طور پہاڑ ہے اور میں اس مضمون کا شعر پڑھ رہا ہوں کہ دیکھو طور پر خدا جلوہ گر ہے میں اس جلوہ کو خود دیکھتا ہوں اور دوسروں کو دکھاتا ہوں۔ صبح کو جب میں اٹھا تو وہ شعر بھول گیا۔ مگر مضمون یاد تھا۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ نظم کہدوں۔ اس نظم کا اکثر حصہ تو کشمیر میں ہی کہا گیا تھا اور کچھ یہاں کہا ہے۔ وہ نظم ڈاکٹر صاحب اب آپ کو سنائینگے۔ نظم حسب ذیل ہے۔"

طور پر جلوہ کناں ہے وہ ذرا دیکھو تو ۔ حسن کا باب کھلا ہے بخدا دیکھو تو
رشک حسن غنچۂ خوباں کو ذرا دیکھو تو ۔ ہاتھ باندھے ہیں کھڑے شاہ و گدا دیکھو تو
اپنے بیگانوں نے جب چھوڑ دیا تھا مرا ۔ وہ مگر ساتھ رہا اس کی وفا دیکھو تو
عاقلو! عقل پر اپنی نہ ابھی نازاں ہو ۔ پہلے تم وہ نگہ ہوش ربا دیکھو تو
غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے ۔ اے مرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو
ہیں تو معشوق مگر ناز اٹھاتے ہیں مرے ۔ جمع ہیں ایک ہی جا حسن و وفا دیکھو تو
عاشقو! دیکھ چکے عشق مجازی کے کمال ۔ اب ذرا یار سے بھی دل کو لگا دیکھو تو

کبھی روٹھنا دلدار کبھی وصل حبیب + کیسی عشاق کی ہے صبح مسا دیکھو تو -
چار دن عرصات میں مجنوں ہی نظر آتے ہیں + نہ ہوا ہو وہ کہیں جلوہ نما دیکھو تو
ہے کہیں اضطراب کہیں زلزلہ طاعون کہیں + ... کا ہے کہیں شور پڑا دیکھو تو
کس نے اپنے رخ زیبا سے اٹھی ہے نقاب + جس سے عالم میں ہے یہ حشر بپا دیکھو تو
جلوہ گاہ بن گئی ہے قادیاں لوگو! + احمدیت کا بھلا نقش مٹا دیکھو تو
کیا ہوا تم سے جو ناراض ہے دنیا محمود -
کس قدر تم پہ ہیں الطاف خدا دیکھو تو

انفعوا منزا

قادیان کا سالانہ جلسہ

مختصر روئداد

اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے ماتحت جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بابت ۱۹۲۱ء خدا کے رسول کی تخت گاہ میں ۲۶ تا ۲۹ دسمبر تک ہوتا رہا اس دفعہ جلوس سابق جلسہ مسجد نور ہی میں ہوا بلحاظ انتظام اور بلحاظ پابندی اوقات اور بلحاظ تقاریر بلحاظ حاضری اور بلحاظ اپنے واقعات اور بلحاظ مسیح نا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی شاندار تقریروں کے ایک خاص اور تاریخی جلسہ تھا۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ ناظرین کرام اگلے نمبروں میں ملاحظہ فرمائیں گے اس وقت ہم ایک اجمالی ذکر احباب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں +

چونکہ احباب کی بہت بڑی تعداد ۲۵ر کو ہی پہنچ چکی تھی اس لیے ظہر کی نماز کے بعد مسجد اقصیٰ میں تقریریں کی گئیں اور جلسہ کی باقاعدہ کارروائی ۲۶ر کو شروع ہوئی ۔ اسدن کا پہلا اجلاس زیر صدارت جناب چودھری نصراللہ خاں صاحب وکیل سیالکوٹ منعقد ہوا۔

تلاوت حافظ عبداللہ صاحب پسر مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی نے کی ۔ اور حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نظم میں سے کچھ حصہ پڑھا ۔ اور ان کے بعد ۱۰ بجے چودھری فتح محمد صاحب ایم اے نے ایک گھنٹے تک "مشن انگلستان اور اس کا کام" کے عنوان سے تقریر فرمائی ۔ اس کے بعد ۱۱ بجے جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جنرل سکرٹری نے صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ ۳۵ منٹ میں سنائی ۔ اس کے بعد نظارت امور عامہ کی رپورٹ ۲۵ منٹ میں ذوالفقار علی خاں صاحب نے پڑھی ۔ ان دو رپورٹوں کے بعد جناب مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی تقریر ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر "اسلام اور اخلاق فاضلہ" کے عنوان سے شروع ہوئی اور ایک بجکر ۱۰ منٹ پر ختم ہوئی مگر افسوس ہے کہ بوجہ تنگیٔ وقت ساری تقریر ختم نہ ہو سکی ۔ اور نماز کے لیے اجلاس برخاست ہو گیا۔

اتنے میں حضرت خلیفۃ المسیح مسجد نور میں تشریف لے آئے اور حضور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور سٹیج پر تشریف لے آئے ۔ اور دو بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔

مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی نے تلاوت کی ۔ اور جناب مولوی محمد نواب خان صاحب مالیرکوٹلوی نے نظم پڑھی جو اسی اخبار کے دوسری جگہ درج ہے ۔ جب نظم ہو چکی تو ایک شخص نے ...

امور عامہ کے متعلق شکایت کرتے ہوئے زبردستی اپنے آپ کو پیش کرنا چاہا ۔ چونکہ اس کی یہ حرکت نہایت بیہودہ اور اس غرض سے تھی کہ حاضرین کو اپنی مظلومیت جتائے ۔ اس لیے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ایک تقریر پہلے بیٹھے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر اور بعد میں کھڑے ہو کر کی ۔ اور اس شکایت کی حقیقت اور تفصیل بیان فرمائی اور حضور تشریف لے گئے ۔

دوسرے اجلاس کی کاروائی بصدارت مولانا عبدالماجد صاحب پروفیسر بھاگلپور شروع ہوئی ۔ اور نظارت تعلیم و تربیت کی رپورٹ پڑھی گئی ۔ اس کے بعد حافظ روشن علی صاحب کی تقریر "سیرت مسیح موعود" کے متعلق ۲ بجکر ۵۵ منٹ پر شروع ہو کر ۴ بجکر ۵۱ منٹ پر ختم ہوئی تقریر نہایت موثر اور دل پذیر تھی اور جب وقت مقررہ میں ختم نہ ہو سکی تو حاضرین نے وقت بڑھانے کی درخواست کی ۔ لیکن پابندی وقت کی وجہ سے پریذیڈنٹ صاحب کو یہ درخواست نامنظور کرنی پڑی ۔ اور اس پر اس دن کا اجلاس ختم ہوا۔

(از الفضل)

مسیح ہندوستان میں ہوگا

مفتی صاحب امریکہ سے اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ

کنارہ کیلیفورنیا پر ایک صاحب یہودی الاصل بنام ایڈورڈ لنشو در رہتے ہیں ۔ جو مدعی ہیں کہ وہ یہودیوں کے مسیح ہیں ۔ اور ان کے ذریعے سے دنیا میں امن اور آسودگی قائم ہوں گے ۔ میں نے انہیں اپنے مسیح کی آمد کی خبر دی ہے ۔ وہ کتب سلسلہ کا مطالعہ کر رہے ہیں ۔ ان کا ایک چھوٹا رسالہ بنام مسیانک میسنجر نکلتا ہے ۔ جس کے پرچہ ستمبر میں ان کے ایک نامہ نگار بنام مسٹر رویار کا مضمون نکلا ہے ۔

رویار صاحب لکھتے ہیں کہ مخفی رازوں کا دنیا پر کھولنے والا علم و حکمت اور روحانیت کے بڑے خزینے ملک ہند سے پیدا ہونے والا ہے ۔

دوستو!

مسیح موعود کے بازو (الحکم) کی مالی حالت اظہر من الشمس ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وقت پر آپکے ہاتھ نہیں پہنچ سکتا ۔ کاش آپ اس کی توسیع اشاعت کی سعی فرمائیں ۔ اور اس کا پچھلا بقایا ادا فرمائیں خدا آپکو اس نیک کام کی توفیق دے آمین (ایڈیٹر)

عبداللہ ناصر شہید

میرا پانچواں بھائی اور شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم کا پانچواں بیٹا ' عزیز عبداللہ ناصر " ۲۰ دسمبر کو پونے تین بجے عصر کی اذان کے وقت ہمارے مکان کے مشرقی حصہ کی ڈھاب میں اتفاقاً پاؤں پھسل کر گر پڑا۔ اور ڈوب کر شہید ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ناصر شہید ہو گیا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈوب کر مرنے والے کو شہید فرمایا ہے۔

ناصر کی عمر قریباً بارہ سال کی تھی۔ بڑا ذہین اور ہونہار تھا۔ سستی اس کے قریب نہ تھی۔ اور باوجود اس صغرسنی کے حاضر جواب تھا۔ اس چھوٹی سی عمر میں اس کو اپنی الگ لائبریری بنانے کا شوق تھا۔ اور جب اس کو پیسے ملتے وہ کتابیں خرید تا رہتا۔ اسطرح سے خرید خرید کر اس نے ایک الماری میں بہت سی کتابیں جمع کر رکھی تھیں۔

اس کی اتفاقی وفات نے ہم سب کو از حد صدمہ پہنچایا مگر ہم میں سے کوئی بھی اپنے خدا پر بدظن نہ ہوا۔ اور یہ احمدیت ہی کے طفیل سے ہم کو موقع ملا کہ ہم ایسے موقع پر اپنے ایمانوں کو محفوظ رکھ سکے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

۲۰ دسمبر کو ناصر غیر معمولی طور پر علی الصبح اٹھا۔ اور بالائی منزل پر جہاں اس کی لائبریری تھی وہ چلا گیا۔ ان دنوں میں چونکہ محمود منزل کا ایک حصہ بن رہا تھا اس واسطے کھانے پکانے کے علاوہ ہماری رہائش مکان کے بالائی حصہ میں ہی تھی۔

اپنی الماری کھول کر اپنی کتابوں وغیرہ کو دیکھا۔ ناشتہ کیا اور مدرسہ چلا گیا۔ اس سے دو تین دن پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں۔ بادل بھی گھر گھر کر آتے رہے۔ ان ٹھنڈی ہواؤں نے پانیوں کو یخ کر دیا تھا۔

ناصر مدرسہ گیا سکول میں تعلیم حاصل کرتا رہا۔ بوجہ سردی مدرسہ میں دو بجے چھٹی ہو گئی۔ ناصر ہنستا کھیلتا گھر آیا۔ گھر آکر کھانا مانگا۔ کھانا میرے سامنے کھایا کھانا کھا کر کہنے لگا کہ مجھ کو سخت پاخانہ آیا ہے لوٹا لے کر نیچے گیا۔ نیچے اس وقت پاخانہ کو بڑھئی دروازہ لگا رہا تھا۔ پاس ماموں کھڑے تھے۔ اس نے آکر ماموں سے کہا کہ مجھے سخت پاخانہ آیا ہے انھوں نے کہا کہ بھرتی پر پھر لو۔ ہماری یہ بھرتی دو کنال کے قریب ہے۔ وہ خاموشی کے ساتھ بھرتی کی طرف چلا۔ نیچے کے غسل خانے میں لوٹا جو اوپر سے بھر کر لایا تھا رکھ دیا۔

میں صبح سے لے کر اسوقت تک گھر میں رہا مگر اس وقت مجھے حضرت ام المومنین کے ایک حکم کی تعمیل کے لیے باہر جانا پڑا۔ اور عزیزی شیخ ابراہیم علی (میرے چھوٹے بھائی) بھی اس دن اخبار کے لیے کاغذ لینے امرتسر چلے گئے۔ وہی ہمارے گھر میں بہترین تیراک تھے۔ میں تیراک تو نہ تھا مگر ممکن تھا کہ وہاں ہوتا تو اس کے بچانے کی کوشش کرتا۔ غرض گھر میں اسوقت سوائے میرے ماموں اور چند مزدوروں کے کوئی نہ تھا۔ ان مزدوروں میں سے ایک شخص مسمی رحمت علی کچھ تیراک تھا۔

ناصر فارغ ہو کر ڈھاب پر گیا تاکہ طہارت کرلے اس سے پیشتر بوندا باندی ہو کر پھسلن بھی ہو چکی تھی۔ طہارت سے فارغ ہو کر اٹھا تو پانی میں گر پڑا۔ جس جگہ گرا وہاں بہت گہرا پانی۔ اور اس پر تین دن سے شمالی جنوبی ہواؤں نے جلکر اسے نہایت ٹھنڈا کر دیا تھا۔ پائجامہ اس کے پاؤں میں وہ کچھ نہ کر سکا۔ پاس ہی دوسری بھرتی پر ڈاکٹر خلیل احمد صاحب کے لڑکوں نے اس کے ہاتھ کو جو آخری دفعہ نکلا دیکھا اور شور مچایا۔ رحمت علی مزدور نے دوڑ کر چھلانگ ماری۔ لیکن سردی نے اس کو بے بس کر دیا۔

اور وہ پہلے ہی غوطہ کے بعد نکل آیا۔ والدہ کو علم ہوا اس کی محبت نے جوش مارا۔ وہ دیوانوں کی طرح ڈھاب کے کنارے دوڑنے لگی۔ شور و پکار کو سن کر آنِ واحد میں غوطہ لگانے والے بڑے بڑے ماہر نوجوان وہاں پہنچ گئے۔

میں جلدی ہی گھر واپس آگیا اور آتے ہی دروازے میں سنا کہ ناصر ڈوب گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مگر دل کو یقین نہ آیا کہ یہ سچ ہوگا۔ ناصر بچہ نہ تھا۔ ناصر بیوقوف نہ تھا۔ ناصر ابھی اوپر کھانا کھاتا تھا۔ غرض ایک حیرت اور سخت حیرت کے اندر میں بھی [illegible] گیا۔ دوڑ کر ڈھاب پر گیا دیکھتا کیا ہوں ڈیڑھ ہزار کے قریب آدمی موجود ہیں۔ ڈاکٹر۔ طبیب۔ غوطہ زن۔ اور ہمدرد ہندو و مسلمان۔ اس سے بڑھ کر خود خاندان نبوت کے درخشندہ گوہر حضرت میرزا بشیر احمد صاحب موجود تھے۔ آگ کی انگیٹھیاں جل رہی تھیں اور غوطہ زن غوطہ لگا کر جلد آگ پر آکر کھڑے ہو جاتے۔ اور اُن کو عزیز ناصر کا پتہ نہ لگتا تھا۔ وہ غوطہ زن کہاں سے آئے اور کون کون تھے میں نہیں جانتا مگر اتنا جانتا ہوں کہ سب کے سب بڑے بڑے جوان اور طاقتور تھے۔ لیکن ان کی طاقت سے باہر تھا کہ ایک دو سے زائد غوطے ماریں۔ بعض تو نیچے پہنچ بھی نہ سکتے تھے۔ پانی نہایت آرام کے ساتھ ناصر کو اپنے اندر لیے کھڑا تھا۔ جب کوئی کودتا تو اس کے سکون کو توڑ دیتا۔ اور اس کے کودنے سے پانی میں لہریں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگ جاتیں اور اس کے سکون کو توڑ دیتیں۔ اور جب وہ سرد پانی کی تکلیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے نکل آتے تو پانی پھر اسی طرح سکون کے ساتھ کھڑا ہو جاتا۔

معلوم ہوتا تھا کہ پانی ناصر کی ماں ہے جو اس کو گود میں لیے ہوئے ہے۔ اور نکالنے والے ناصر کو چھین رہے ہیں اور پانی کی سردی اس کا ہتھیار ہے اس سے وہ چھیننے والوں پر حملہ کرتی ہے جس کی وہ تاب نہ لاکر جلدی واپس آجاتے ہیں۔

ناصر کو پانی کی تہہ میں بیٹھے ہوئے دس منٹ پندرہ منٹ بیس منٹ گزر گئے۔ مگر غواصوں کی غوطہ زنی اس تک نہ پہنچ سکی۔ فوراً کسی کا خیال کشتی کی طرف چلا گیا۔ ملک غلام حسین کے بچے اللہ ان کو جزائے خیر دے آنِ واحد میں کشتی سر پر اٹھا کر لے آئے۔ منشا یہ تھا اس سے سنگل باندھ کر اس کو پکڑ کر آدمی نیچے اُتر جائیں۔

فضل دین حجام جو میرا پڑوسی ہے اس کا لڑکا عبدالرحمٰن جو ایک بازو سے معذور ہے وہ کئی غوطے مار چکا تھا۔ آخر ش اس کا بڑا بھائی عبدالحق جو کسی سفر سے آیا تھا۔ اس نے سُنا وہ سنتے ہی دوڑ کر آیا اور اس نے چھلانگ ماری۔ وہ پہلی چھلانگ میں پانی کی تہہ میں گیا اور ناصر کو پالیا مگر اس نے اپنے اندر سکت نہ پائی کہ ابھی گویا باہر نکال کر رکھ دیتا اس نے باہر آکر اتنی آواز دی کہ ناصر اس جگہ ہے اسی جگہ عبدالرحمٰن چشم زدن میں گیا اور ناصر کو نکال کر لے آیا۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے فوراً علاج شروع کر دیا۔ اس کے اندر پانی کا ایک قطرہ نہ نکلا۔ لوگ دعاؤں میں گر رہے تھے۔ اس کے نکل آنے کے بعد جب ڈاکٹر صاحب کام میں مشغول ہوئے ایک شور پڑا ابھی بچ جانے کی امید ہے۔ اسی وقت دو بکرے قربانی کر دیئے گئے۔ کچھ صدقہ کر دیا۔ ڈاکٹر جس چیز کے لیے آواز دیتے تھے لوگ خود بخود اپنے گھروں سے لاکر رکھ دیتے تھے۔ مجھ کو ہوش نہ تھا مگر وہ ڈیڑھ ہزار کے قریب احباب بھی سخت تکلیف میں تھے۔ دعاؤں کی کوئی حد نہ تھی میر محمد اسحٰق صاحب اور صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سارے انتظام خود کر رہے تھے۔ ناصر کے لیے آنِ واحد میں ہزاروں تیماردار پیدا ہو گئے مگر ناصر شہید ہو چکا تھا۔ وہ تو ملاءِ اعلیٰ کے اندر بیٹھ کر ہماری کوششوں کو دیکھ کر ہنس رہا تھا۔ اس وقت آسمان نے بھی قطرات ورد گرائے۔ جو ہمارے لیے اور اس کے لیے باعث رحمت تھے

حضرت خلیفۃ المسیح بھی بار بار فرما کر بھیجتے تھے کہ از کم دو تین گھنٹے ڈاکٹری عمل جاری رکھا جائے

سب ڈاکٹر خصوصاً ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب

اپنی ان تھک کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ آخر بارش کے اُترنے اور رات کے پڑ جانے کی وجہ سے ناصر کو اندر کمرے میں لائے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹروں نے کہدیا کہ بس اب اللہ بس باقی ہوس ہی ہے۔ ناصر جدا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وقت ایک تانگہ عزیزہ ہی ابراہیم کو لینے۔ اور حضرت والد صاحب کو تار دینے امرت ..... بھیجا۔ بھائی احمد الدین صاحب ڈنگوئی اسوقت اس سردی میں رات کو امرتسر گئے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

والد صاحب کو تار دی۔ دوسرے دن ان کی تار آگئی۔ کہ ناصر کو خدا نے لے لیا اُسی نے دیا تھا اُسی نے لیا۔ صبر کرو۔ اس کی قبر پر کتبہ لگوادو۔ میں اپنے خدا پر بہت خوش ہوں تم بھی خوش ہو ہم سب آگے پیچھے اسکے پاس جانے والے ہیں۔ "فانی" اسی سے اس شخص کے ایمان کی حالت کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے مسیح موعود کی صحبت میں رہ کر کیا سیکھا۔ وہ ایمان کی کس مضبوط چٹان پر بیٹھا ہے۔ اس کے لیے مالی ابتلاء۔ دوستوں کی جدائی۔ بچوں کی موت خدا کے قریب کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ نہ خدا سے دور کرنے والی۔ اس وقت مجھے والد صاحب کی ایمانی حالت کا ذکر نہیں کرنا۔ رات کو ناصر کا جنازہ رکھا رہا۔ اسوقت شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی عبد الرحمن صاحب محرر دوم ریویو آف ریلیجنز۔ میاں جان محمد صاحب چٹھی رساں۔ میاں انور خاں میاں فضل دین حجام۔ علاوہ میرے پریس کے ملازموں اور میرے ماموں شیخ رحمت علی صاحب کے رات اس عزیز کے پاس رہے۔ اور بہت رات تک احباب اور سلسلہ کی مستورات آتی رہیں اور تسلی دیتی رہیں۔ والدہ کو تسلی نہ ہوتی تھی وہ کہتی تھیں کہ میرا دل پھٹا جاتا ہے۔ صبر کی کوشش کرتی ہوں مگر تسلی نہیں ہوتی ۔

اتنے میں حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب تشریف لائے اور آواز دی۔ میں نے کہا کہ کون؟ فرمایا امیر حسین۔ دروازہ کھولا گیا دیکھا تو قاضی صاحب تھے۔ فرمایا کہ میں آیا ہوں تاکہ ناصر کے پاس بیٹھ کر آج کی رات اللہ اللہ کروں۔ سبحان اللہ ناصر کیسی روح رکھتا تھا۔ وہ بزرگ جو مسیح موعود کے خاص صحابی ہونیکا مرتبہ رکھتے۔ اور جن کو خلیفۃ المسیح نے مسیح موعود کے منبر کے اوپر کھڑا کیا وہ باوجود اس پیری کے ناصر کے پاس اللہ اللہ کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ میں نے شکریہ سے کہا کہ بہت سے احباب موجود ہیں آپ تشریف لیجاویں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میں تو اسی نیت سے آیا تھا۔ میں نے پھر عذر کیا اُنھوں نے صبر کی تلقین کی میں نے عرض کی کہ والدہ کو تلقین فرماویں۔ میں نے اُن کو کمرے میں کرسی پر بٹھا دیا۔ اُنھوں نے نہایت درد کے ساتھ صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ آپ کا بچہ شہید ہو گیا۔ اور نبی کریم نے ایسے شہیدوں کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ ستر ہزار جہنمی کی شفاعت کرینگے۔ یہ سُن کر بے اختیار اللہ اکبر اللہ اکبر منہ سے نکلا کہ ہماری یہ قسمت کہ ہمارا بچہ ستر ہزار دوزخیوں کی شفاعت کرے۔ اے خدا تیری حمد ہو۔ تیرا احسان ہو کہ تو نے ہم پر وہ احسان کیا جو ہمارے کسی فعل کے نتیجہ میں نہیں۔ ....

... بلکہ سراسر کرم کی وجہ سے۔ ان کے وعظ سے ٹھنڈک پڑ گئی تسلی ہو گئی۔ دوسرے دن صبح کو خوب بارش ہوئی۔ موسم خراب تھا حضرت نے خود جنازہ پڑھنے کے متعلق فرمایا۔ باوجود جلسہ کی مصروفیت۔ موسم کی خرابی کے۔

وہ مصلح اعظم۔ وہ ماں باپ سے بڑھ کر مہربان۔ سراسر رحمت۔ حسن و احسان کی مورت۔ خود تشریف لایا اور اپنے غلام زادے کے جنازے پر کھڑے ہو کر لمبی دعائیں کیں۔ اس کے پیچھے ایک بڑی جماعت صلحاء کی کھڑی تھی۔ جو آمین کہہ رہی تھی۔ اور آسمان اپنے آنسوؤں کے ساتھ آمین کہنے میں موافقت کر رہا تھا۔

غرض ناصر شہید ہونے سے دوسرے دن ظہر کے وقت بچوں کے قبرستان میں ہمیشہ کے لیے سو گیا۔ ہم اس کی وفات پر خدا کی حمد اور اس کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اس آزمائش میں خود صبر کی توفیق دی کہ اس نے اسکو شہادت کی موت عطا فرمائی۔ اس نے ہمارے خاندان کے لیے اس کو شفیع بنایا۔ اس کو پہلے سے جنت میں ہمارے خاندان کیواسطے انتظام کرنے بھیجدیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اس موقع پر قادیان کا کوئی بزرگ خاندان نبوت میں سے کوئی بزرگ باقی نہیں رہا جس نے عملی ہمدردی نہیں فرمائی میں ان تمام بزرگان اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا۔ اور اپنی جماعت کے ان سب بزرگوں کے لیے ہمارے دل خدا کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم ان کو بہترین بدلہ دے سکیں۔ ورنہ وہ خود ہی بہترین جزا دے۔

میں ہندو اور غیر احمدی ہمدردوں کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے اس وقت میرے مکان پر آکر اظہار ہمدردی کی۔ اس موقع پر حضرت عرفانی نے جو خطوط ہمکو لکھے گو وہ پرائیویٹ خط ہیں پبلک کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ مگر میں ان کو اس لیے شائع کرتا ہوں کہ وہ بہت لوگوں کے دلوں کو تسکین کا باعث ہوں گے۔

وہ ایک طرف حضرت عرفانی کی سیرت کے بہترین اوراق ہوں گے۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود کی سیرت کا بھی ایک ورق ہوگا کہ آپ نے اپنے صحبت یافتہ لوگوں کی کیسی تربیت کی۔

حضرت عرفانی کے خطوط مکتوبات عرفانی کے نام میں شائع کرتا ہوں۔

شیخ محمود احمد ایڈیٹر الحکم

مکتوبات عرفانی

یہ پہلا خط ہے مکرم شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کے نام آیا جو والد صاحب سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج کی صبح آپکے تار کو لے کر آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میں آج صبح کی نماز میں جو معمولاً سیٹھ صاحب کے مکان پر جماعت سے پڑھتا ہوں (کیونکہ پانچوں وقت کی نمازوں کے التزام جماعت کے لیے وہاں انتظام ہے) خلاف عادت طبیعت میں کوئی سرور نہ پاتا تھا بلکہ مجھے ایسا معلوم ہوتا جیسے مردہ کی دیو بچ ہے۔ میں بہت حیران تھا آخر نماز سے فارغ ہو کر استغفار کرتا ہوا جب ہوٹل میں آیا تو تار ملا میں نے خیال کیا کہ غالباً نواب صاحب کا تار ڈاک کے قادیان پہنچنے کا ہو گا۔ مگر کھولا تو عزیز عبد اللہ ناصر کی غرقابی کی خبر تھی۔ میرے قلب کا متاثر ہونا اور آنکھوں کا اس کا ساتھ دینا معمولی اور قدرتی بات تھی مگر معاً مجھے اپنا ایک رؤیا یاد آگئی جس میں مجھکو ناصر کا ڈوب جانا ایک عرصہ پہلے دکھایا گیا تھا میں نے اس رؤیا کا تذکرہ گھر والوں سے منذر ہونے کیوجہ سے نہ کیا مگر ہمیشہ تاکید کرتا رہتا تھا کہ ڈھاب کی طرف نہ جانے دیا کرو۔ اور یہ بھی دریافت کیا کہ ناصر کو تیرنا آتا ہے۔ چند روز پیشتر آپ نے میرے گھر میں کسی منذر خواب کے دیکھنے کا تذکرہ کیا تھا۔ پس اس اللہ نے میرے قلب پر ایک سکینت کی روح نازل کردی کہ مولیٰ کریم کے احسانات میں سے یہ بھی عظیم احسان ہے کہ ایک آنے والے واقعہ کی پہلے سے خبر دے دی تھی۔ تا اس کی کوفت کم ہو جاوے اس کے ساتھ ہی مجھے معلوم ہوا کہ مولیٰ کریم نے دوسرا احسان بھی فرمایا اور رحم ہی کیا ہے۔ شہادت کی موت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ غرقاب شہید ہوتا ہے۔ مجھ سے بڑھ کر کون خوش قسمت کہ میرا بچہ شہید ہو گیا یہ میرے لطف و فضل

میں اور اضافہ ہوا کہ شہید تو مردہ ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ زندہ ہوتا۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ فرمایا پھر میں ناصر کو مردہ کیوں سمجھوں وہ ابد الآباد کے لیے زندہ ہو گیا۔ پھر مجھے اور بھی لطف آیا کہ چھوٹی عمر میں جو بچے فوت ہوتے ہیں وہ شفیع ہوتے ہیں اور فرط ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ایک معصوم شفیع اور فرط آگے بھیج دیا۔ میرے ذوق میں پھر اضافہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری ستاری فرمائی۔ میں تو سراسر خطاکار اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ پاتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منازلِ سلوک میں خضر نے ایک بچہ کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے علم سے خضر نے بتایا کہ قتل کی وجہ یہ تھی کہ:

واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقھما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلھما ربھما خیرا منہ زکوٰۃ واقرب رحما۔

کیا عجب اللہ تعالیٰ نے اپنی غریب نوازی اور ستاری سے مجھ کو اور میری بیوی کو اس واقعہ سے خیرا منہ دینے کا ارادہ فرمایا ہے وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ بہرحال عزیز ناصر کی شہادت سے بہ تقاضائے بشری صدمہ ضرور ہوا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محض رحم سے میرے قلب مضطر کو تسلی اور اطمینان دیا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل نازل کرے گا۔ میرے گھر والوں کو کہدیا جاوے کہ وہ ہرگز جزع فزع نہ کریں کہ یہ مومن کا کام نہیں۔ یہ سب اولاد مولیٰ کریم ہی کی عطا اور فضل ہے۔ یہ الفاظ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

سب کچھ تری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

یہ بھی ایک ابتلا ہے۔ اس میں ثبات قدم کی توفیق مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھے اولاد کے واقعات دکھائے۔ مرحومہ محمودہ کا اس کے مرنے پر اور اس کے انجام نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اطمینان کلی ہو گیا تھا کہ وہ جگہ حور جنت ہے۔ اور مقبرہ بہشتی میں اس کے دفن کے بعد ذرا بھی اس کا غم نہ رہا۔ ناصر مرحوم کی شہادت کی موت نے بھی تسلی دیدی۔

اور میں خدا کے فضل کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آ رہا ہے۔ ناصر کی شہادت ایک مختصر قربانی ہے۔ اس پر صبر اور رضا بالقضا یقیناً ایسی خوشی لائے گی کہ لوگ حیران ہو جائیں گے۔ پس خدا کے فضل کا استقبال کریں۔ ناصر گیا ہے تا خدا کے فضل کے کھینچنے کا موجب ہو۔ محمد شفیق مصر جا رہا ہے اس کے راستے میں ناصر کی موت ہرگز سد راہ نہ ہو۔ وہ اپنے مقرر پر اسی عزم اور استقلال سے روانہ ہو۔ اور اس کی خوش قسمت ماں جوش اخلاص اور خدا کی نعمت پر شکر کرتے ہوئے اس کو روانہ کرے وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما دے اور اس کے کاموں میں بخیر العقول برکت رکھدے۔ آمین

مجھ کو یقین ہے کہ گھر والے اس واقعہ پر صبر اور رضا بالقضا کا ایک نمونہ دکھائیں گے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو صبر دے۔ آمین

ناصر کے تمام پارچات بجز ایک جوڑے کے جو پہنے ہوئے تھا (اگر وہ نہیں دیا گیا) یتیم خانے میں دیدیئے جاویں۔ اس کی تمام کتابیں اور اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کاپیاں یا کاغذ کے چھوٹے سے چھوٹے پرزے محفوظ رکھیں جاویں۔ وہ مجھے خط لکھا کرتا تھا۔ میں اس کے خط پر ہی جواب دیا کرتا تھا۔ وہ خطوط اگر ہوں تو محفوظ رکھے جاویں۔ میں اس جمعہ کو اس کا جنازہ انشاء اللہ پڑھوں گا۔ (خاکسار عرفانی)

مکتوب نمبر (۲)

۱۲ دسمبر ۱۹۲۱ء

{میری والدہ صاحبہ کے نام (شیخ محمود احمد)}

والدہ مظفر پر سلام اور خدا کی رحمت ہو۔

آج ۱۲ دسمبر کی صبح کو میں فجر کی نماز حسب معمول عبداللہ حاجی

کے مکان پر پڑھنے گیا ہر روز ساڑھے پانچ بجے نماز ہوتی ہے
میں نماز پڑھ کر واپس آیا تو تار ملا کہ میرا پیارا بچہ عبد اللہ ناصر
ڈوب کر شہید ہو گیا۔ اور اپنے مولیٰ سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون

خدا کی مرضی پر ہم کو راضی ہونا فرض ہے۔ مجھکو کچھ شک
نہیں عزیز ناصر کی وفات کا بہت صدمہ ہوا مگر یہ بھی سچ کہتا
ہوں کہ دل میں ایک تسلی اور اطمینان بھی تھا۔ جب میں اللہ
کے فضلوں کو دیکھتا ہوں تو بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ اس نے
آپ ہی دیا آپ ہی لیا۔ ہم تو صرف ایک امین تھے۔ اس کی
بے شمار مصلحتوں کو کون پا سکتا تھا۔ تمہارا بچہ ڈوب کر مرا اور
شہید ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
چھوٹے بچے جو مر جاتے ہیں ماں باپ کے لیے شفیع ہوں گے
پس خدا کا شکر ہے کہ ہمارے لیے ایک شفیع پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ
نے اس طرح پر ناصر کی موت سے بھی ہم پر احسان فرمایا۔
پھر اس نے کیا کمی کی ہوئی ہے تم کو تو بہت اولاد دی۔ اللہ تعالیٰ
چاہے تو ایک ناصر کے بدلے اور بہت سے ناصر دیدے میرے
اللہ نے چاہا تو کیا تعجب ہو کہ تمہارا ناصر ابراہیم کے گھر میں
آجاوے۔ پس غم مت کرو اور خدا کی رضا پر راضی ہو جاؤ
مجھکو رویا میں ناصر کا ڈوبنا ایک عرصہ ہوا دکھایا گیا تھا لیکن
اس کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مگر ہمیشہ تم سب کو تاکید کرتا رہتا
کہ ڈھاب پر نہ جانے دیا کرو۔ یہ بھی تو تم سے پوچھا کہ کیا ناصر کو
تیرنا آتا ہے؟ اس کی وجہ بھی یہی تھی۔ بہر حال جو ہو گیا وہ اللہ
کی مرضی کے موافق ہوا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ایسی حالت میں
فوت ہو گیا کہ ہم کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور وہ شہید ہو گیا
تم خوش قسمت ہو اور میں بھی خوش قسمت ہوں۔ خدا کا ایک بڑا
احسان ہوا کہ تمہارا ایک بیٹا شہید ہو گیا۔ پس تم سچے دل سے
خدا تعالیٰ سے صلح کرو اور اس کی رضا پر شکر کے ساتھ راضی ہو
جاؤ۔ محمود کا سفر جو خدا کی رضا اور اس کی دین کی تائید
کے لیے ہے۔ ہرگز ہرگز نہ رکنا چاہیے۔ اس کے راستے
یہ ابتلا نہ ہو۔ تم اس کو خوشی سے روانہ کرنا اور اسی دن [illegible]
کرنا اور صدقہ دینا۔ تم بہت ہی خوش قسمت عورت ہو کہ
تمہارا ایک بیٹا اور پہلوٹھا بیٹا خدا کے سلسلہ کی خدمت کے
لیے تبلیغ کے لیے جا رہا ہے جو خدا کے نبیوں کا کام ہے پس
دعاؤں کے ساتھ اس کو روانہ کرنا اور کسی قسم کے کاروبار میں
ذرا بھی فرق نہ آوے۔ گھر کو ہرگز ماتمی گھر نہ بنانا اور نہ ماتم
کی صف بچھانا۔ تمام سے یہی کہو کہ ہم خدا کی رضا پر راضی
اور شکر گزار ہیں۔ کبھی مت کہو کہ تمہارا بچہ فوت ہو گیا وہ شہید ہے
اور شہید کو خدا تعالیٰ نے زندہ فرمایا۔ مجھکو اس خط کے لکھتے
لکھتے بہت تسلی اور اطمینان ہو گیا ہے۔ یوسف کی شادی
بھی روکی نہ جاوے۔ ہرگز نہ روکی جاوے۔ اور یاد رکھو کہ
بعض احمق اور بیوقوف عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایسے
موقعہ پر آنے والی بہو کو بدقسمت اور منحوس کہتی ہیں ہرگز
ایسا وہم بھی نہ کرنا کوئی کام روکا نہ جاوے۔ نکاح ہو جاوے
رخصتانہ پھر کچھ عرصہ کے بعد ہو جاویگا۔ محمود کا سفر
بالکل ملتوی نہ ہووے۔ ہاں حضرت صاحب خود اس میں
التوا کریں تو وہ جدا امر ہے۔ تم یا اور کوئی قطعاً اس میں روک
نہ ہو نیکی کے کام اور ایسے عظیم الشان کام کا بار بار موقع نہیں
ملا کرتا۔ پس اس نعمت کے حاصل کرنے کے لیے خدا کے حضور
دعائیں کرو سجدات شکر بجا لاؤ۔

شہید ناصر کی قبر بنوا کر اسی پر ایک کتبہ فوراً لگوا دینا۔ پھر
میں پتھر لگوا دوں گا۔ کتبہ پر یہ الفاظ درج کرا دینا۔

> عبد اللہ ناصر ولد شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر الحکم جو ڈوب کر شہید ہوا۔
> تاریخ پیدائش
> تاریخ شہادت بوقت
> عمر

خاکسار حزین عرفانی۔

مکتوب نمبر ۳

خاکسار شیخ محمود احمد کے نام

۲۴ دسمبر ۲۱ء

عزیز مکرم محمود ہاشمی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا غم نامہ ملا - میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں نہایت حوصلہ اور ہمت مردانہ سے اللہ تعالیٰ کی اس قضا پر راضی ہو جانا چاہیے - میرا نہیں درحقیقت تمہارا ہی بچہ اپنے مولیٰ سے جا ملا - تیرا ایک بازو الگ ہو گیا - مگر یقیناً یاد رکھو کہ اس کے پیچھے بڑی برکات ہیں - تم اپنے سفر میں سست اور اپنے عزم میں کمزور نہ ہونا - میرا وہ خط جو الفضل میں شائع ہوا تھا - تمہارے لیے ایک مشعل راہ ہے - یہ پہلا ابتلا آیا اگر اس میں تم ثابت قدم نکلے تو اللہ تعالیٰ کے فضل بارش کی طرح برسیں گے - تو پھر کیوں غم - خدا شہید کو زندہ کہتا ہے - وہ زندہ ہے پس کبھی نہ کہا جاوے کہ وہ مر گیا ہے - میں اس کی بڑی تصویر بنوا رہا ہوں - جلد بھیجوں گا - یوسف کا نکاح ہو جاوے - اور تاریخ روانگی یعنی رخصتانہ بھی مقرر کر دو - ہرگز اس میں تساہل نہ کرنا - اور اسی خوشی سے کرو جو تم کو پہلے سے تھی -

میں زیادہ درس دینا غیر ضروری سمجھتا ہوں - اپنی والدہ کو بہنوں کو بھائیوں کو سب کو سمجھا دو کہ وہ خدا کے حضور بہت جھک جائیں - تمہارے خاندان پر کوئی خاص فضل ہونے والا ہے اور ایسے فضلوں کے لیے قربانی لازمی ہے - پس کوئی غم نہ کرے - والد صاحب کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر دیں کہ ہرگز یہ غم کا مقام نہیں -

ممکن ہے احباب ان سے تعزیت کرنے آویں اور روتے رہیں - ہرگز جزع فزع کی ضرورت نہیں - خدا نے دیا خدا نے لیا - اور وہ خدا کے فضلوں کو لانے والا ہوگا ہمارا شفیع ہوگا - پھر غم کس چیز کا - میں نے شیخ عبدالرحمن صاحب کو لکھا ہے کہ عبدالرحمن فضل الدین کو وہ بیس روپیہ دیدیں - پس تم کہکر دلا دو - فضل الدین انکار کرے گا - اس سے کہا جاوے کہ یہ نعوذ باللہ اجرت نہیں بلکہ اس بچہ کے اس ہاتھ کو ہمیشہ عزیز رکھوں گا - جو میرے شہید بچے کو نکال کر لایا - اور ہمیشہ اس کو پیار کی نظر سے دیکھوں گا - پس یہ بیس روپیہ اس کی محبت کا ثبوت نہ کہ اجرت -

اپنی والدہ اور بہنوں کو خوب تسلی دو کہ وہ سب [illegible] نہایت حوصلہ سے اس کو برداشت کریں اور اس کو یاد ہوگا کہ میں نے یہاں اس کو بتا دیا تھا کہ رویا میں [illegible] کا ڈوبنا مجھ کو دکھایا گیا ہے - غرض یہ بچہ [illegible] ہے جو قیامت میں خاندان کا شفیع ہوگا - پس یہ خوشی کا مقام ہے نہ کہ غم کا - والسلام - ([illegible])

غیر احمدیان قادیان [illegible] خیالات

(مولوی [illegible] کے قلم سے)

مولوی غلام احمد صاحب [illegible]

[illegible]

دل میں واہی تباہی آیا لکھا مگر اب مولانا ظفر نے جو [illegible]

مخالفوں میں سے ایک ہی جرأت کر کے اس جلسہ کے حالات سے نقاب اُٹھا دی ہے۔

انگر صاحب جلسہ پر نہ آئے تھے اور نہ ان کو علم ہی دیا گیا تھا۔ جب ان کو معلوم ہوا۔ تو اُنھوں نے دوستوں سے اس جلسہ کے حالات سُنے جن میں مقدم الذکر مولوی صاحبان کا بیان خاص طور پر قابل تسلیم ہے۔

انگر صاحب لکھتے ہیں کہ

"اتفاقاً قادیان کے جلسہ کا ذکر آ گیا۔ میں نے حکیم معراج الدین احمد صاحب سے پوچھا کہ جلسہ ہوا۔ مگر افسوس مجھے معلوم نہیں۔ مجھے وہاں کی کیفیت تو سناؤ۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ مولوی فاضل صاحب گئے ہوئے تھے۔ ان سے دریافت کر لو۔ میں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کیا گئے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے دریافت کیا کہ علماء کون کون تھے۔ اور کیا کیا کاروائی ہوئی۔ ابھی میں نے سوال ختم ہی کیا تھا۔ اور مولوی فاضل صاحب نے کوئی جواب دینا شروع نہ کیا تھا کہ اتنے میں جناب مولوی عبدالحق ابو تراب صاحب مالک اخبار اہل سنت بھی ادھر سے جا رہے تھے۔ ان کو دیکھ کر حاضرین میں سے کسی نے بلایا اور وہ آ کر بیٹھ گئے۔ مولوی فاضل صاحب نے کہا کہ حکیم صاحب جلسہ کے حالات اچھی طرح بتا سکتے ہیں۔ چنانچہ قادیان کے جلسہ کا ذکر دیر تک ہوتا رہا۔

کچھ تو مولوی فاضل صاحب نے بیان کیا۔ کچھ حکیم ابو تراب صاحب نے۔ میں اپنے قوت حافظہ پر زور دے کر ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ بیان درج کرتا ہوں۔ اگر احیاناً ایک کی بات دوسرے کی طرف منسوب ہو جائے تو میری یاد کی غلطی ہوگی۔ بہر حال دونوں میں سے ایک نے ضرور بیان کی ہوگی۔ کوئی تیسرا بیان کرنے والا نہ تھا۔

جناب حکیم ابو تراب صاحب۔ مولوی ثناء اللہ نے بڑی کوشش کی کہ مجھے وقت نہ ملے۔ میں نے سکریٹری صاحب سے مطالبہ کیا۔ کہ اگر مجھے وقت نہیں دینا تھا تو مجھے مدعو کیوں کیا تھا۔ مولوی نور احمد صاحب نے میرے لیے کوشش کی۔ تو بھی مولوی ثناء اللہ مجھے وقت نہ دیتا تھا۔ آخر مولوی نور احمد صاحب نے کہا کہ میں اپنا وقت دیدوں گا۔ اس طرح سے مجھے تقریر کرنے کا موقع ملا۔

مولوی فاضل صاحب۔ اس جلسہ کی یہ خصوصیت تھی کہ صرف وہابی اور دیوبندی ہی شامل ہوئے تھے اس لیے کوئی حنفی عالم شامل نہ تھا

حکیم صاحب۔ مولوی نواب دین صاحب یہ سمجھ کر کہ میرے ہم مشرب علماء ہوں گے جلسہ میں آ گئے تھے۔ مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ میرا ہم خیال کوئی نہیں۔ تاہم ثناء اللہ نے بڑی کوشش کی کہ ان کو وقت نہ دیا جائے

مولوی فاضل صاحب۔ دیوبندی علماء تو درحقیقت طرز تقریر اور مناظرہ میں مہارت نہیں رکھتے۔ اس لیے ان کی تقریریں بالکل ردی تھیں۔ ایک دیوبندی مولوی نے (جن کا نام تو مولوی صاحب نے مجھے بتایا تھا لیکن یاد نہیں رہا) **توفی** کے معنی ایسے بیہودہ طرز میں بیان کیے کہ مرزائیوں کے حق میں مفید پہلو نکالتے تھے۔ مولوی صاحب نے اس موقع پر انھیں مقرر صاحب کے لب و لہجہ میں انھیں کی طرح سر ہلا کر اصل الفاظ نقل کیے افسوس کہ مجھے یاد نہیں آتے۔

ایک دیوبندی مولوی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ان کی تقریر ایسی نکمی تھی۔ کہ لوگ سننا نہیں چاہتے تھے۔ تین دفعہ مولوی نور احمد صاحب کو کھڑے ہو کر ان لوگوں سے التجا کرنی پڑی کہ خدا کے واسطے سنو۔ اگر تمھاری

مجھ میں تقریریں نہیں آتیں تو متبرک سمجھ کر سنو!

حکیم صاحب - مرزائیوں نے بڑی چالاکی کی کہ ثناء اللہ کو قسم پر مجبور کیا۔ اور اشتہار میں لکھدیا کہ ثناء اللہ دراصل دل سے حیات مسیح کے قائل ہیں۔ اگر قسم کھا دے تو ہم دوسو روپیہ انعام دیں گے۔ کچھ بیہودہ شرطیں اس میں پیش کیں +

مولوی صاحب ثناء اللہ تو قسم کھانے سے بچتا تھا۔ مگر مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے دیکھا کہ عزت نہیں رہتی۔ اس لیے اُنھوں نے دخل دیدیا۔ اور کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں۔ مگر اس بات کا فیصلہ پہلے ہونا چاہیے کہ جو آفت نازل ہوگی وہ کیا ہوگی۔ لیکن ہمیں یا ہمارے کسی عزیز کو زکام ہو جاوے تو تم کہدو گے کہ آفت آگئی اور جھوٹی قسم کا بدلہ مل گیا۔ مرزائیوں نے اسپر کہدیا۔ کہ دوسو روپے صرف ثناء اللہ کے لیے ہے۔ اگر تم قسم کھاؤ گے تو تمھارے لیے صرف دو سو روپے انعام ہوں گے اور بقیہ مولویوں میں اگر کوئی قسم کھا دے تو صرف پانچ روپے انعام

اسپر ثناء اللہ بادلِ ناخواستہ قسم کھانے کیلیے تیار ہوا۔ اور کہا کہ میں ابھی قسم کھاتا ہوں۔ مگر مرزائیوں نے کہا کہ ہماری شرطوں کے مطابق قسم کھاؤ اس طرح ہم نے قسم کھانے کا مطالبہ ہی کب کیا ہے۔

حکیم صاحب اس جلسہ میں وہ بات نہ تھی جو پہلے جلسہ میں ہوئی۔ پہلا جلسہ بڑا کامیاب ہوا۔ مگر یہ جلسہ بہت پھیکا رہا

مولوی صاحب خیر ایسا پھیکا بھی نہ رہا۔ ہاں اگر ثناء اللہ و ابراہیم نہ ہوتے تو ضرور جلسہ نکما رہتا۔ مگر یہ دونوں اپنی تقریروں میں کچھ رنگ جما دیتے تھے۔ ہمیں سُنے دریافت کیا۔ کہ سنا ہے کہ کچھ مرزائی مسلمان بھی ہوگئے۔ کتنے مرزائی مسلمان ہوئے اس کا جواب غالباً دونوں حضرات نے بالاتفاق یہ دیا کہ ہمیں معلوم نہیں گمر ما اپریل میں جب میں علی پور شریف سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ثناء اللہ نے تائب مرزائیوں کی صحیح تعداد نہیں بلکہ ان کی نسبت لکھ دیا کہ فلاں تعداد سے فلاں تعداد کم شمار ہے۔

اس مضمون پر ہم اہل سنت نے اعتراض کر دیئے اور کا جواب الفقیہ ۵ دسمبر میں شائع ہوا۔ اس میں سے صرف ایک بات ناظرین کی تفریح طبع کے لیے درج کرتے ہیں۔

آگے چل کر ہمارے مکرم دوست حکیم صاحب جو کچھ لکھتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام احمد کا یہ کہنا کہ مرزائیوں کے اشتہارات کے جواب وہابیوں سے نہیں ہوسکے اور دیوبندی علما مبہوت رہ گئے غلط بالکل غلط ہے بے ادبی معاف اگر یہ غلط یا اغلط سے زیادہ کوئی درجہ رکھتا ہے تو اس کی نسبت مجھ سے نہیں ہوسکتی بلکہ مجھے حال بتانے والوں کی طرف ہوسکتی ہے۔ اس کا فیصلہ مولوی فاضل مولوی غلام محی الدین صاحب سے کرلیں کہ آپ دونوں میں سے کس کی طرف اس کی نسبت جائز اور کس کی طرف ناجائز +

اس پر بھی ایک عرض کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ آپ لکھتے ہیں کہ جلسہ ہی میں ہم نے تمام اشتہارات کا جواب دیا۔ اور مرزائیوں کی تسلی کردی۔ بہت اچھا مبارک۔ خدا کرے ٹھیک ہی ہو۔ مگر ایک کمی اور کوتاہی آپ سے اور ثناء اللہ سے ضرور ہوگئی وہ یہ کہ ان اشتہارات کا جواب اپنے اپنے اخباروں میں ضرور لکھنا تھا۔ کیونکہ مرزائیوں نے اپنے اشتہارات اپنے اخباروں کے ذریعے لوگوں تک پہنچائے۔ کیا آپ دونوں نے ایسا کیا؟

اگر کیا تو مبارک۔ مجھے بھی پتہ دیں۔ کہ کس کس نمبر کے پرچوں میں ایسے جوابات ہیں۔ خصوصاً اُن اشتہار کا جواب جس میں مرزائیوں حیات عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چالیس یا قریباً چالیس سوالات کئے ہیں۔ تاکہ میں آپ سے وہ پرچے قیمتاً منگوا کر آپکے قیمتی جوابات کا ملاحظہ کروں۔ اور اگر اخبارات میں جواب نہیں چھپا۔ تو سخت افسوس ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ دیوبندیوں نے جواب دیئے۔ اگر اب تک یہ فردگذاشت رہ گئی ہے تو آپ کا اور ثناء اللہ کا فرض ہے۔ یا دیوبندیوں کا فرض ہے کہ وہ جوابات لکھکر بذریعہ اخبارات شائع کریں ❖

اعلان ضروری

ایک کتاب خاتمہ مسیح آسمانی نام کی منشی اللہ دتا صاحب مدرس نے ہمارے مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپوائی ہے۔ چھاپ چکنے کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ اس کتاب میں منشی صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں بعض ناشائستہ الفاظ درج کیے ہیں۔ جیسے کہ اس کے صفحے آٹھ کی بعض عبارات ہیں۔ اس لیے ہم نے اس کتاب کی اشاعت کو روک دیا ہے۔ اور اس کو ضبط کر لیا ہے۔

اسپر بھی ہمکو معلوم ہوا کہ کچھ نسخے منشی صاحب نے بعض مولوی صاحبان کے نام ارسال کیے ہیں۔ اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اس کتاب کو مولوی صاحبان یا جن کے پاس وہ پہنچے ہمارے پاس واپس کر دیں یا جلا دیں۔ اور جب اس کتاب کی عبارتیں درست ہو جائینگی تب پھر اعلان کر دیا جائیگا موجودہ صورت میں ہم اس کتاب کے متعلق قطعاً ذمہ دار نہیں ہیں اور ہم اس کی اس عبارت سے نفرت کرتے ہیں ❖

شیخ محمود احمد ایڈیٹر الحکم قادیان

معزز خریداران الحکم کو خاص توجہ کرنی چاہیئے

اخبار متواتر ۳ ماہ سے بغیر وصولی قیمت خریداروں کو جاری ہے

(۱) ایسے وقت میں جبکہ الحکم کا فنڈ مالی حالت میں کمزور ہے پھر کیا ابھی الحکم کو حق حاصل نہیں ہوا کہ وی پی کر کے اخبار کی قیمت وصول کی جاوے ❖۔

(۲) مقامی خریداروں کو خاص اطلاع کہ ان کا بقایا سنہ ۱۹۲۰ء کا تا حال وصول نہیں ہوا اور نہ سنہ ۱۹۲۱ء ہی کی قیمت وصول ہوئی۔ مہربانی فرما کر قیمتیں دفتر میں ادا کر کے مشکور فرمائیگے

منیجر اخبار الحکم قادیان دار الامان

معذرت

جن اصحاب کرام نے ازراہ عنایت و محبت رسالہ مسلم سن رائز (شمس الاسلام) امریکہ کے واسطے چندہ یا امدادی رقم صاحب ناظر تالیف کو یا افسر بیت المال کو دی ہے۔ ان کی اطلاع کے واسطے لکھا جاتا ہے۔ کہ تا حال مجھے کوئی رقم یا فہرست چندہ دہندوں کی صاحبان ناظر بیت المال نے ارسال نہیں فرمائی۔ فہرست اور رقم کا انتظار رہے۔ اس کے پہنچنے پر انشاء اللہ تعالیٰ فوراً چندہ دہندوں کو رسالہ اور شکریہ بھیجا جائے گا۔ والسلام

محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ از امریکہ۔ ۵ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

مسجد احمدیہ شاہجہانپور کا مقدمہ

غیر احمدیوں نے شاہجہانپور میں چند روز سے مسجد احمدیہ پر یورش شروع کر دی تھی۔ اوقات نماز میں مسجد احمدیہ کے اندر شور و شغب مچاتے تھے جسکے متعلق مقدمہ ۵ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء کو ہے احباب دعا فرمائیں کہ احمدیت کی فتح ہو ❖